ماحول اور غربت

سرتاج عزیز

غربت کا مسئلہ ایک مرتبہ پھر عالمی ایجنڈے میں اوپر کے مقام پر آگیا ہے۔ چنانچہ بین الاقوامی سطح پر غربت کو کم کرنے کے لئے ایک مخصوص ہدف قبول کر لیا گیا ہے۔ مارچ 1995 میں کوپن ہیگن میں معاشرتی ترقی کے لئے جو چوٹی کانفرنس منعقد کی گئی تھی، اسمیں 2015 تک غربت کی مقرر شدہ لکیر سے نیچے انتہائی غربت میں زندگی بسر کرنے والوں میں 50 فیصد کمی کا ہدف مقرر کیا گیا تھا۔ اس ہدف کو او' سی ڈی کی "معاون ترقیاتی کمیٹی" "عالمی خوراک چوٹی کانفرنس" 1986 کے علاوہ اقوام متحدہ کے ملینیم سمٹ نے بھی جو ستمبر 2000 میں منعقد ہوا قبول کر لیا تھا۔

اگر ہم آج کی دنیا میں غربت کے بنیادی دائرے کو پیش نظر رکھیں تو اس منصوبے کی ضرورت اور وسعت کا آسانی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اس وقت قریباً 3 بلین لوگ یا بالفاظ دیگر دنیا کی کل آبادی کا نصف غربت کا شکار ہے اور ان کی فی کس آمدنی 2 ڈالر روزانہ سے بھی کم ہے۔

ان میں سے 40 فیصد یا 1.2 بلین لوگ تو انتہائی غریب ہیں اور صرف ایک ڈالر روزانہ پر گزارہ کرتے ہیں۔

روزانہ ایک اور دو ڈالر پر گزر اوقات کرنے والے کہنہ غریبوں کے درمیان جو لکیر ہے وہ بہت باریک ہے۔ غربت کے مزمن مرض کو دور کرنے کے لئے تو لمبے عرصے تک مسلسل کوششیں جاری رکھنا ضروری ہے لیکن ایک ڈالر روزانہ آمدنی والے لوگوں کو تیز رفتار اقتصادی ترقی سے جلدی فائدہ نہیں پہنچایا جاسکتا ہے۔ یعنی یہ فائدہ آبادی میں اضافہ کی شرح کے مقابلے میں دوگنی شرح سے قریباً 5 سے سات سال کے عرصے میں حاصل کیا جاسکتا ہے۔ دوسری طرف خدشہ یہ بھی ہے کہ اگر اقتصادی ترقی کی رفتار مدھم پڑگئی تو یہ گروپ مزید غربت کا شکار ہو کر ایک ڈالر روزانہ آمدن والے گروپ میں شامل ہو سکتا ہے۔ مزمن غربت کی وجوہات گہری ہیں' اور یہ معاشرے کے بنیادی سماجی ڈھانچے' زمین کی غیر مساوی تقسیم' جاگیردانہ اور قبائلی نظام میں پیوست ہیں' جن کی موجودگی سے مختلف اقسام کی عدم مساوات مزید بڑھتی چلی جاتی ہے۔ معاشرتی ڈھانچے کی ان وجوہات میں انسان اور حکمت عملی کے اقدامات سے بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے امور میں مائیکرو اکنامک پالیسی میں شہری اور صنعتی تعصب' زراعت کے لئے تجارت کی غیر موافق شرائط' خانہ جنگی اور مقامی تصادم وغیرہ شامل ہیں۔

دنیا کو ایک گلوبل یونٹ بنانے کے رجحان نے بھی غریب ممالک کے لئے اپنی غربت کو کم کرنے میں دشواری پیدا کی ہے۔ گزشتہ دس سال کے عرصے میں ترقی پذیر ممالک میں ترقی کی شرح یا تو بہت ست رفتار ہے یا پھر منفی شرح ظاہر کر رہی ہے۔ ان ممالک کی برآمدات پر جمود طاری ہے۔ اور معیار مصنوعات گر رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ترقی یافتہ ممالک میں اقتصادی ارتقاء روز افزوں ہے لیکن ترقی پذیر ممالک میں ارتقاء قلیل ہے۔ چنانچہ گلوبلائزیشن کے عمل نے دنیا میں اقتصادی' ٹیکنیکل اور عددی تقسیم کی خلیج مزید گہری کر دی ہے۔ غیر ملکی سرمایہ افریقہ اور صحارا کے ان غریب ممالک کو منتقل نہیں ہو رہا جہاں غریبوں کی آبادی کا تناسب بہت زیادہ ہے۔ اور اگر یہ سرمایہ دستیاب بھی ہو تو یہ زیادہ دیر قائم رہنے والا نہیں ہوتا جس کی وجہ سے جنوب مشرقی ایشیا میں غربت بڑھتی چلی جارہی ہے۔

روائتی طور پر غربت کی تعریف گھریلو آمدن کے حوالے سے کی جاتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص استعمال کے لئے کتنی چیزیں اور سروسز خرید سکتا ہے۔ لیکن اب غربت کے تصور کو وسیع کر دیا گیا ہے۔ اور اس میں مندرجہ ذیل امور بھی شامل ہیں:

1۔ وہ مواقع جو گھریلو آمدن سے منعکس ہوتے ہیں۔ ان کا انحصار بالعموم اثاثوں اور خاندان کی آمدنی کے قدرتی وسائل کے علاوہ خاندان کے افراد کی اس اہلیت پر بھی ہے جس سے وہ اپنی صلاحیتوں یا پیداوار کو قابل فروخت بنا سکتے ہیں۔

II) خانگی صلاحیت یا خاندان کی استعداد جس کا انحصار آپ کی صحت اور تعلیم پر ہے۔

III) احساس تحفظ جس کا جزوی انحصار کنبے کی اجتماعی میکانیات میں شرکت کے علاوہ باہمی روابط کی اہمیت پر ہے

غریب کے اس واضح اور وسیع پذیر تصور نے اس ماحول کو بھی اہمیت دے دی ہے جس کی غربت کو کم کرنا ہمارے پیش نظر ہوتا ہے۔

غربت اور ماحول کا ربط باہم

ورلڈ بینک' ریجنل ڈویلپمنٹ بینک اور یو' این' ای پی نے اس سلسلے میں جو کام کیا ہے اس میں غربت اور ماحول کے درمیان مختلف زاویوں کی موجودگی واضح کی ہے۔ اسی طرح امیر ممالک کی ماحولیات اور پسماندہ اور ترقی پذیر ممالک کی ماحولیات میں اختلاف اور مسائل کی جو وسیع خلیج حائل ہے اس کو بھی روشن کیا ہے۔ دنیا کے امیر صنعتی ممالک کو جو تشویش ہے وہ زمانہ حال کے برعکس مستقبل کے حالات کے بارے میں ہے۔ مثلاً وہ فکر مند ہیں کہ وہ "گرین ہاؤس گیس" کے اثرات کس طرح کم کریں جن کی وجہ سے زمینی کائنات پر درجہ حرارت بڑھ رہا ہے۔ اگر اس پر موثر طور پر قابو نہ پایا گیا تو سمندروں کی سطح اونچی ہو جائے گی۔ بارش کے نظام میں تبدیلی آئے گی اور کرۂ ارض پر درجہ حرارت کے اثرات منفی صورت اختیار کر جائیں گے۔ دوسری تشویش یہ ہے کہ اس وقت مختلف تجارتی مفادات میں دلچسپی رکھنے والے اداروں نے یہ کوشش شروع کر دی ہے کہ وہ انسانی زندگی میں استعمال ہونے والی قدرتی اشیاء پر تصرف حاصل کر لیں اور اس طرح وہ ایکو سسٹم پر اثر انداز ہوں۔ اس خدشے کے تحت کوشش ہو رہی ہے کہ جینیات کے وسائل پر کس طرح کنٹرول حاصل کیا جائے۔ 1972ء کی ماحولیات کانفرنس کے بعد جو تحریک ترقی یافتہ ممالک میں شروع ہوئی تھی۔ اس نے اگرچہ حسب توقع نتائج تو ظاہر نہیں کئے لیکن ان مسائل کو حل کرنے میں کچھ پیش رفت ضرور ہوئی ہے اور بین الاقوامی سطح پر کئی سفارتی معاہدے طے پاگئے ہیں اور ایسے ادارے قائم کئے گئے ہیں جن کی منصوبہ بندی سے موثر خدمات اس کانفرنس کے فیصلوں پر عملدر آمد کے سلسلے میں انجام دی جاسکتی ہیں۔

بد قسمتی کی بات یہ ہے کہ ترقی پذیر ممالک کو بہت اہم ماحولیاتی مسائل کا زیادہ سامنا ہے اور ان مسائل کا ان ممالک کے عوام کی ترقی اور بہبود کے ساتھ بھی گہرا تعلق ہے لیکن ابھی تک ایسی قابل ذکر کوشش نظر نہیں آتی جس سے ان مسائل کو حل کرنے کی صورت نکلتی ہو۔ یا براہ راست ان کا عوام کی بہبودی پر اثر پڑتا ہو۔ ترقی پذیر ممالک میں ماحولیاتی مسائل کے برے اثرات' سماجی درجہ بندی کی وجہ سے سب سے زیادہ غریب طبقے پر پڑتے ہیں۔ سنگین صورت یہ بھی ہے کہ غریب لوگوں کو ان منفی اثرات سے اس وقت تک تحفظ نہیں مل سکتا جب تک یہ طبقاتی درجہ بندی موجود ہے۔ اور اس پر موثر طور پر قابو نہیں پایا جاتا۔ زیادہ آمدن حاصل کرنے کے مواقع اب کم ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ قدرتی وسائل جن پر زیریں طبقے کے لوگ گزر اوقات کرتے ہیں اب انحطاط پذیر ہیں۔ اس طرح جب غریبوں کو غیر مصفّی' گندہ پانی اور ملیریا اور ریاحی بیماریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو ان کی جسمانی صحت اور کام کرنے کی صلاحیت منفی طور پر متاثر ہوتی ہے۔ اس غریب طبقے کے رہائشی گھروں کو بھی تحفظ حاصل نہیں رہا۔ قدرتی آفات ان کو منہدم کر دیتی ہیں۔ ترقی پذیر ممالک میں اس قسم کے خطرات کی صورت میں امداد فراہم کرنے کا نظام موجود نہیں ہے۔ کہنہ غربت کا شکار لوگوں کی کثرت اس وجہ سے بھی غریب ہے کہ انہیں بنیادی طور پر ماحولیاتی گندگی سے پیدا ہونے والے ذرائع پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ وہ تھور زدہ' سیلاب گزیدہ زمینوں یا پہاڑی اور دلدلی خطوں اور زیر آب آ جانے والے علاقوں میں رہائش اختیار کرنے پر مجبور ہیں۔ آبادی میں اضافے کے ساتھ وسائل کا یہ ذریعہ مزید محدود ہوتا جارہا ہے۔ زمینوں سے قدرتی گھاس اور چارہ مفقود ہو رہا ہے۔ جنگلات کم ہو رہے ہیں اور محدود آبی ذخائر زیادہ استعمال کئے جارہے ہیں اس طرح غریب لوگ جو محدود دستیاب سماجی تحفظ پر گزارہ کر رہے ہیں بہت جلد بھوک اور ناداری کا شکار ہو جاتے ہیں یا پھر نقل مکانی پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ترقیاتی منصوبوں اور پروگراموں کے علاوہ قانونی وسائل اور حکمت عملی کے ذریعے ان غریبوں کے لئے ایسے آمدنی خیز وسائل فراہم کرنا ضروری ہے جن سے انہیں املاک کے قانونی حقوق حاصل ہوں۔ اس طرح ہم دو مقاصد حاصل کر سکتے ہیں۔ اول غربت کو کم کرنا دوم ماحولیات کو بہتر بنانا۔